WWW.PAKSOCIETY.COM

تنزیلہ ریاض

دوسری قسط

وہ اویس تھا۔اس کا چھوٹا بھائی۔
سمیع نے ایک نظر اسے دیکھا' جو انہیں دیکھ کر اب لاتعلق ہو کر آگے بڑھ گیا تھا۔اس کی آنکھوں میں شناسائی کی ذرا سی بھی رمق نہیں تھی۔دوسری نظر اس نے شہرین پر ڈالی' جو اپنے بھائی کو وہاں پا کر کچھ ملی جلی کیفیات کا شکار نظر آتی تھی۔سمیع اس سے پہلے کہ اسے کچھ کہتا' وہ یکدم بونٹ سے اتری اور بھاگ کر اویس کی طرف جا پہنچی۔تب تک وہ ان سے کچھ فاصلے پر جا چکا تھا۔
"اویس... کیسے ہو۔" اس نے جاتے ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔سمیع کو مجبوراً اس کے تعاقب میں آنا پڑا۔
"یہ کیا بدتمیزی ہے۔کون ہو تم...؟" اویس نے سخت نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔
گرمیوں کے دن تھے۔ایسی جگہ پر لوگوں کا آنا جانا عام سی بات تھی لیکن چھٹی کا دن نہ ہونے کے باعث' بہت

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پبلک بھی نہیں تھی لیکن اتنی کم بھی نہیں تھی کہ کوئی با آواز بلند کسی کو دھتکارتا اور قریب سے گزرتے لوگوں تک آواز بھی نا پہنچتی۔ کچھ ایک چہروں نے پلٹ کر بھی دیکھا تھا۔

"ایسے بات کیوں کر رہے ہو اویس.... تم تو میرے اتنے لاڈلے تھے۔ اس طرح تو مت کرو" شہرین کی آواز میں لجاحت اور اویس کی آنکھوں میں کرختگی ایک ساتھ بڑھی تھی۔ شہرین نے پھر اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھنا چاہا تھا۔ وہ بدک کر پیچھے ہٹا۔

"معاف کرو بی بی.... میں نہیں جانتا تم کون ہو" اس نے مزید کرختگی لہجے میں سموئی۔

"شہرین چلو یہاں سے" سمیع کو اس کا انداز سخت برا لگا۔ وہ شہرین سے کافی چھوٹا تھا لیکن اچھا قد کاٹھ نکال لیا تھا اس لیے اب وہ اس کے کندھوں تک ہی آتی تھی۔ سمیع کے ٹوکنے پر اویس نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ کیا نہیں تھا اس نظر میں.... نفرت حقارت اور انتہائی سرد مہری۔ سمیع کو مزید تپ چڑھی۔ اس نے آگے بڑھ کر شہرین کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"مجھے ایک منٹ بات تو کرنے دو سمیع۔" وہ جیسے چڑ کر بولی۔ سمیع اس کے رویے پر حیران رہ گیا۔

"میں تم سے بات کرنا ہی نہیں چاہتا.... خوامخواہ گلے مت پڑو۔ تم مر چکی ہو ہم سب کے لیے اپنا راستہ ناپو بلکہ میں ہی یہاں سے چلا جاتا ہوں' میں اپنے دوستوں کے ساتھ آیا ہوں' دوبارہ مجھے مخاطب کر کے ان کے سامنے میرا تماشا بنوانے کی ضرورت نہیں ہے" وہ بے حد بدتمیزی سے بولا تھا۔ اب لوگ بھی رک کر دیکھنے لگے تھے۔

اویس آگے بڑھا تھا تو شہرین نے پھر اسے پیچھے سے جالیا۔

"اچھا میں چلی جاتی ہوں لیکن یہ تو بتا دو.... امی ابو کیسے ہیں.... ان کو میرا سلام کہنا.... میں بہت یاد کرتی ہوں" اس کے رویے میں منت و لجاحت بڑھنے لگی تھی۔ ایسا لگتا تھا اسے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کوئی نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ سمیع کا غصہ بڑھنے لگا۔

"ان کو تمہارے سلام کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے سلام کو اپنی اس یار تک محدود رکھو" اویس نے سمیع کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"تمیز سے بات کرو۔ تمہیں کسی نے اتنا بھی نہیں سکھایا کہ بڑی بہنوں سے کیسے بات کرتے ہیں" سمیع نے اسے کم اور شہرین کو زیادہ' کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"تم تمیز کی بات کرتے ہو.... میں تو تم سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا.... دو ٹکے کے لوفر آدمی.... اونہہ! دوسروں کی بہنوں کو ورغلا کر راہ راست سے بھٹکانے والے' مجھے نصیحتیں کرنے آ گئے ہیں۔" اس کا لہجہ اور انداز اتنا گستاخانہ تھا کہ سمیع کو اپنا بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

"میں تم سے' بات کرنے کے لیے مرا نہیں جا رہا۔ تم جیسوں کو تو میں منہ بھی نہیں لگایا کرتا۔ تمہارے الفاظ ہی تمہاری تربیت کا پتا دیتے ہیں" سمیع چبا چبا کر بولا تھا۔ اویس کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"یہ بات اپنی اس بیوی کو بھی سمجھا لو نا پھر.... اور تربیت کرنے کے لیے اللہ نے تمہیں اولاد دے دی ہے نا.... اپنی بیٹی کو سکھانا یہ ساری باتیں...." اویس کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن سمیع نے "بیٹی" کا لفظ سنتے ہی اسے دھکا دیا تھا۔ لوگ اب رک کر ان کے قریب جمع ہو رہے تھے۔

"تڑپ اٹھتی ہے نا' دل میں.... چٹکی کاٹتا ہے نا کوئی۔ تکلیف ہوتی ہے نا.... جب اپنی بیٹی کا' اپنی بہن کا ذکر آتا ہے.... سب کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے" وہ گردن ہلا کر جتا رہا تھا اور ساتھ ہی طنزیہ مسکراہٹ اس کے چہرے کا احاطہ کر رہی تھی۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"سمیع تم چپ رہو... پلیز یہ میرا اور میرے بھائی کا معاملہ ہے۔ تم مجھے بات کرنے دو" شہرین بجائے اُس کا ساتھ دینے کے، ابھی بھی اپنے بھائی سے بات کرنے پر بضد تھی۔ سمیع کو اویس سے زیادہ اس پر غصہ آیا۔ اس نے شہرین کا ہاتھ پکڑا تھا اور کسی کی جانب دیکھے بنا اپنی گاڑی کی سمت جانے کے لیے پیچھے کی طرف مڑنا چاہا تھا۔ شہرین نے بے چارگی سے ایک بار پھر اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"سمیع پلیز... ایک منٹ... صرف ایک منٹ۔" وہ ابھی بھی وہاں سے ہٹنے کو تیار نہیں تھی۔ اویس نے سمیع کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر طنزیہ انداز میں مصنوعی قہقہہ لگایا تھا۔ سمیع کے ناک کے نتھنے پھول گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ اٹھتا اس نے خود ہی وہاں سے ہٹ جانا مناسب سمجھا تھا۔ سمیع کی توقع کے برخلاف شہرین وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"میں آج پہلے بیٹنگ کروں گا" سلیم نے بیساکھی لہرا کر کہا تھا۔ سارے بچوں نے ایک ساتھ گھور کر اسے دیکھا۔

Downloaded From Paksociety.com

"کل کس نے پہلے بیٹنگ کی تھی؟" برکت نے تیکھے چتون لیے سوال کیا تھا۔

"سلیم بھائی نے...؟" سب بچوں نے یک زبان جواب دیا۔

"پرسوں کس نے پہلے بیٹنگ کی تھی؟" برکت نے ہی پوچھا تھا۔

"سلیم بھائی نے..." سارے ایک ساتھ چلائے تھے۔

"تو بس پھر آج کون پہلے بیٹنگ کرے گا؟" یہ سوال سلیم نے کیا تھا۔ ایک بھی بچے نے اس کا نام نہیں لیا تھا۔

"اب کوئی نہیں بولا... سلیم بھائی... اب میرا نام لیتے سانپ سونگھ گیا سب کو... ظالموں" وہ چلایا تھا۔

"سلیم بھائی یہ بے ایمانی ہے... آپ روز پہلے باری لے لیتے ہیں پھر آؤٹ بھی نہیں ہوتے... ہماری باری تو آتی ہی نہیں ہے۔ لیکن لائٹ آجاتی ہے" اظفر اور حمزہ نے ایک ساتھ بیان جاری کیا تھا۔ بجلی کے جاتے ہی سارے بچے اپنے گھروں سے ٹارچ لا کر گلی میں جمع ہو کر کرکٹ کھیلنے لگتے تھے۔ سلیم بھی کاؤنٹر کے باہر پڑی ساری چیزیں اٹھا کر اندر رکھ دیا کرتا اور شٹر کا کچھ حصہ بھی نیچے کر دیتا تھا یا پھر اس کے ابا گھر میں موجود ہوتے تو وہ آکر دکان کے باہر کرسی رکھ کر بیٹھ جاتے اور سلیم صاحب کرکٹ کھیلنے میں لگ جاتے... وہ فیلڈنگ کر سکتا تھا، باؤلنگ لیکن وہیل چیئر پر بیٹھے بیٹھے بیٹنگ جما کر کرتا۔ وہ سب بچے دس سے بارہ سال کی عمروں کے تھے۔ ان سے اُسے آؤٹ کرنا مشکل ہو جاتا اور جب وہ آؤٹ ہو جاتا تو دکان یا گاہک کا بہانہ بنا کر فوراً گیم سے الگ ہو جاتا۔ اس لیے بچے اسے باری دیتے نہیں تھے۔

"تم لوگ اچھی باؤلنگ کیا کرو تاکہ میں جلدی آؤٹ ہو جاؤں... اب اس میں بھی میرا قصور ہے کیا؟" وہ

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لئے خوبصورت ناول

شائع ہو گئے ہیں

☆ تتلیاں، پھول اور خوشبو — راحت جبیں — قیمت: 250 روپے
☆ بھول بھلیاں تیری گلیاں — فائزہ افتخار — قیمت: 600 روپے
☆ محبت بیاں نہیں — لبنیٰ جدون — قیمت: 250 روپے

خوبصورت سرورق
خوبصورت چھپائی
مضبوط جلد
آفسٹ پیپر

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37۔ اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کندھے اچکا کر بولا۔
"آپ چیٹر ہیں.... آؤٹ ہو بھی جائیں تو مانتے نہیں ہیں" حمزہ نے بالنگ کو ہاتھوں میں گھماتے ہوئے کہا تھا۔ سلیم نے مصنوعی ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے آنکھیں پھیلائی تھیں۔
"تم سب لوگ جلتے ہو مجھ سے۔ اس لیے کہ میں تم سب سے بہتر بیٹس مین ہوں.... اس محلے کا شاہد آفریدی۔" احساس تفخر سے گردن اکڑائی گئی۔
"آیا وڈا (بڑا) شاہد آفریدی.... شکل دیکھی ہے اپنی...." یہ آواز بچوں کی نہیں تھی، لیکن اس آواز کو سلیم آنکھیں بند کر کے بھی پہچان سکتا تھا۔ اس نے منہ اٹھا کر اوپر دیکھا۔ آواز خالہ کے گھر سے آئی تھی لیکن تاریکی کے باعث کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ کھڑکی میں کوئی نہیں کھڑا تھا پھر اس نے ان کے دروازے کی جانب دیکھا۔ گھر کے دروازے سے باہر نکل کر جو چبوترا سا بنا تھا۔ نینا اس پر براجمان تھی۔
"نینا کی بچی تم اپنا منہ بند رکھو" آواز تو وہ پہچان ہی چکا تھا اس لیے چلا کر بولا۔ بچے بھی مسلسل چلا رہے تھے۔
"منہ بند بھی رکھ لوں مگر آنکھیں تو کھلی ہیں نا.... جو صاف دکھا دیتی ہیں کہ پانی میں دس روپے والا سرف ایکسل ڈال کر بھی تمہیں غوطہ دیا جائے تو تم زیادہ سے زیادہ میلا جے وردھنے نظر آؤ گے۔" اس نے اسی کے انداز میں کہا۔ سلیم نے منہ بنا کر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔
"اچھا تو بچو! میں کیا کہہ رہا تھا.... پہلے باری میں لوں گا" اس نے وہیں سے سلسلہ کلام جوڑا تھا۔
"نہیں.... نہیں، نہیں۔" اس بار سب متحد تھے۔
"دیکھ لو بھائی ہوں تم سب کا۔ پچھلی بار عید پر سب کو مفت آئسکریم کھلائی تھی میں نے" وہ اب منتوں پر اتر آیا تھا۔
"وہ دو سال پہلے کی بات ہے" وہ سب پھر چلا کر بولے تھے۔ سلیم نے گھور کر دیکھا۔
"اچھا افلاطونوں اس سال بھی عید پر کھلاؤں گا.... اب تو باری دے دو" وہ اسی منت بھرے انداز میں بولا تھا۔ بچوں کو بھی ترس اور لالچ نے مجبور کیا تھا کہ اس کی بات مان لیں۔
"اچھا لے لیں.... لیکن یاد رکھیں بے ایمانی جس کا کام...." اظفر باؤلر تھا، اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تھا جسے باقی بچوں نے پورا کیا۔
"ہندو کافر اس کا نام" یک زبان ہو کر نعرہ لگایا گیا۔
"بالکل بالکل...." سلیم نے گردن ہلائی اور پھر نینا کی طرف دیکھا۔ وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی۔
"نینا باجی! ایمپائرنگ کریں گی" سلیم نے بچوں کو تسلی دی تھی۔ اس کا نام لینے پر وہ متوجہ ہوئی پھر سر ہلا کر بولی۔
اوکے ڈن.... شاہد آفریدی صاحب...." اس نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔ سلیم نے پروا نا کرتے ہوئے وہیل چیئر گھسیٹ کر پوزیشن سنبھالی تھی اظفر نے پہلی بال ہی گھما کر پوری رفتار سے کروائی اور سلیم صاحب تیز شاٹ کھیلنے کے چکر میں سامنے کھڑے حمزہ کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے۔
"آؤٹ.... آؤٹ.... آؤٹ۔" وہ سب پھر چلانے لگے۔
"کوئی نہیں، کوئی نہیں ابھی تو میں پریکٹس کر رہا تھا یہ کیا بات ہوئی۔" وہ مکر گیا تھا اور بیٹ بھی ہاتھ سے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔
"بے ایمانی جس کا کام.... ہندو کافر اس کا نام.... بے ایمانی جس کا کام.... ہندو کافر اس کا نام...." وہ سب پھر چلانے لگے تھے۔
"اچھا.... نینا باجی سے پوچھ لو.... وہ ایمپائر ہیں نا" اب کی بار نینا انہی کی جانب متوجہ تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آؤٹ... آؤٹ۔" وہ سب نینا کے سر پر سوار ہو گئے۔

"کوئی نہیں... کوئی نہیں... یہ تو نو بال تھی... میں نے خود دیکھا... ناٹ آؤٹ..." وہ امپائر کے انداز کی اداکاری کرتے ہوئے گردن اکڑا کر بولی۔ سلیم کے ساتھ آپس میں جتنے مرضی اختلاف ہوتے اس کے... بیرونی محاذوں پر وہ اکٹھے تھے۔ سلیم نے نعرہ لگاتے ہوئے بیٹ ہوا میں بلند کیا تھا۔

"بے ایمانی جس کا کام۔ ہندو کافر اس کا نام... نہیں بلکہ بے ایمانی جس کا کام... نینا سلیم اس کا نام... نینا باجی سلیم بھائی اس کا نام۔" وہ اب نعرہ بدل کر چلانے لگے تھے۔

"جی نہیں بے ایمانی جس کا کام... حمزہ برکت اس کا نام... حمزہ اظفر اس کا نام" نینا بھی اسی انداز میں چلانے لگی تھی۔ سارا محلہ ان کے شور سے گونج رہا تھا۔ ابا اسی وقت واپس آئے تھے تاریکی کے باعث نینا کو پتا نہیں چلا تھا لیکن گھر کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے انہوں نے چبوترے پر بیٹھی اپنی بیٹی کے انداز کو ناپسندیدگی سے دیکھا تھا۔

"یاد دیکھ رہی ہو..." کاشف نے آئینے میں نظر آنے والے اس کے عکس کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔ وہ اسے تیار ہوتا دیکھ رہی تھی۔ فیروزی رنگ کی بڑے کالر والی شرٹ اور بڑے کف والے آستینوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے چیک والی ٹائی لگائے تازہ شیو" شیمپو اور ایوڈی ٹوائلٹ کی ملی جلی خوشبوئیں بکھیرتا اس کا شوہر... اس کا وجیہہ شوہر... اسے کبھی کبھی اپنے ذہنی تناؤ کی سب سے بڑی وجہ لگا کرتا تھا۔ رات کے اس پہر اس طرح سے تیار ہو کر جانا اب اس کا روز کا معمول بن گیا تھا اور اسے اس طرح تیار ہو کر جاتے دیکھنا صوفیہ کا معمول بنتا جا رہا تھا۔

پیسا ہن کی طرح برسنے لگا تھا اور ان کا باہمی رشتہ توجہ کو ترسنے لگا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ وہ صوفیہ کو ساتھ چلنے کے لیے نہیں کہتا تھا یا لے جانا نہیں چاہتا تھا۔ جب بھی شہر کے سیٹھوں کے خاندان اکٹھے ہوتے تھے کاشف اسے ساتھ چلنے پر اصرار کرتا تھا، لیکن بی بی جان کا کہنا تھا کہ وہ ان دنوں آرام کرے اور ہر ایرے غیرے سے ملنے میں احتراز برتے تو وہ گھر سے کم ہی نکلتی تھی۔

"میرا خیال ہے میں آج کالا ٹیکا لگا ہی لوں... بیوی ٹکٹکی باندھ کر دیکھے اور دیکھتی ہی چلی جائے تو اس کا مطلب شوہر واقعی خوب صورت ہے" وہ خود ہی ہنسا تھا۔ صوفیہ مسکرائی تک نہ تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" کاشف نے اپنی بات پر اس کا کوئی رد عمل نا دیکھ کر سوال کیا تھا۔

"میں جب پانچویں کلاس میں تھی نا تو ہماری ایک نئی میڈم (ٹیچر) آئی تھیں انہوں نے ہمیں ایک بہت دلچسپ بات بتائی۔ کہنے لگیں ہر انسان کی آنکھ کے بائیں جانب اندر کی طرف ایک چھوٹا سا سوراخ ہوتا ہے جس کے متعلق آج تک یہ پتا نہیں چل سکا کہ اس کا فائدہ کیا ہے... یعنی اس کا ہونا اور نا ہونا ایک برابر ہے... میں یہ سوچ رہی تھی کہ مرد کی خوب صورتی بس آنکھ کا وہ چھوٹا سا سوراخ ہی تو ہوتی ہے... جس کے متعلق یہ نہیں پتا چل سکا کہ اس کا فائدہ کیا ہے۔" وہ سادہ سے انداز میں جو بات کہنے کی کوشش کر رہی تھی وہ اور کاشف دونوں جانتے تھے کہ اس قدر سادہ بھی نہیں ہے۔ کاشف نے اب کی بار مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے ابھی جدا نہیں ہوئی تھی۔

"کیا کہنا چاہ رہی ہو بیگم۔ کھل کر کہو نا" وہ بیڈ کے دوسرے کنارے پر ٹک کر بیٹھا تھا۔

"ایک عام سی بات کہی ہے کہ مرد کی خوب صورتی بے فائدہ ہے۔" وہ اپنی بات سے پلٹی نہیں تھی۔

"مرد کی خوب صورتی عورت کے لیے ہی تو ہوتی ہے۔" وہ صوفیہ کے طنز کو سمجھ تو رہا تھا لیکن شوہرانہ عادت کے مطابق بات کو کھینچ کر لمبا کر رہا تھا۔

"عورت کو مرد کی خوب صورتی سے کیا غرض... اسے تو بنانے والے نے خود اتنا خوب صورت بنایا ہے... اسے کیا پروا... ایک طرح سے مرد کی خوب صورتی اس کے لیے وبال جان ہی ہے... عورت کا خانہ خراب کرنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے لیے تو اس کے پاس پہلے سے بڑے ہتھیار ہیں۔۔۔ اس کی مردانگی' طاقت' دولت' عورت پر روپیہ خرچ کرنے کا حوصلہ۔۔۔ میٹھی میٹھی باتیں کر کے اسے شیشے میں اتارنے کا گر۔۔۔ عورت تو ان باتوں سے ہی چاروں شانے چت کی جاسکتی ہے۔" وہ کچھ زیادہ اکتائے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"پتا نہیں تم کیا باتیں کر رہی ہو۔۔۔ میں تمہاری اس فلاسفی کو نہیں مانتا۔۔۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ خوب صورتی صرف عورت کی میراث نہیں ہے۔۔۔ اللہ نے اسے برابر مرد اور عورت دونوں میں بانٹا ہے اور پھر خوب صورتی کا مفہوم کیا ہے۔۔۔ سیانے کہتے ہیں جو دل پسند ہے' وہی دلکش ہے باقی سب باتیں غیر ضروری ہیں" وہ دوبارہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"آگ لگے ان سیانوں کو۔۔۔ انہی کی باتیں تو دماغ خراب کرتی ہیں۔ انہوں نے ہی معیار قائم کر کے ہم جیسوں کو مصیبتوں میں ڈالا ہوا ہے۔ اچھا مرد ایسا ہوتا ہے۔ اچھی عورت ایسی ہوتی ہے۔" وہ انتہائی چڑ کر بولی تھی۔ کاشف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"سیانوں سے کیا دشمنی ہے بھئی تمہاری۔۔۔؟" وہ پرفیوم اسپرے کرنے لگا تھا۔

"زندگی کے کسی بھی جذبے کی' اپنی کوئی ذاتی تعریف نہیں ہوتی۔۔۔ یہ ہر شخص کے لیے' اس کے اپنے حالات و واقعات کے مطابق ہوتی ہے۔۔۔ ہر شخص کا اپنا ذاتی تجربہ۔۔۔ سیانوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ مجھے بتائیں کہ دل پسندی ہی دلکشی ہے۔۔۔ میرے لیے مرد کا خوب صورت ہونا ایک غیر ضروری بے فائدہ بات ہے۔۔۔ تو ہے۔۔۔ میرے نزدیک مرد کی شرافت ہی اس کی سب سے بڑی دلکشی ہے۔ لیکن ٹھیک اسی طرح کسی دوسری عورت کے لیے مرد کا خوب صورت ہونا بہت بڑی بات بھی ہو سکتی ہے۔ وہ شرافت کو اپنی ہیل والی جوتی کی نوک پر رکھتی ہوں گی۔۔۔ اس لیے سیانوں کو چاہیے کہ وہ ہر بات میں ٹانگ نا اڑایا کریں۔۔۔ عام انسانوں کو اپنے تجربات سے سیکھنے دیں۔۔۔ اور اگر کہے بغیر گزارا نہیں ہوتا تو ہر بات کہنے کے بعد بریکٹ میں لکھ دیا کریں۔۔۔ ادارہ نتائج کا ذمہ دار نا ہو گا" کاشف نے قہقہہ لگایا تھا۔

"اتنا غصہ۔۔۔ تمہارے ارادے آج کچھ نیک نہیں لگتے۔۔۔ کہو تو ڈاکٹر کے پاس لے چلوں" وہ ابھی بھی استہزائیہ انداز میں بات کو اڑا رہا تھا اور یہ امر صوفیہ کے لیے بڑا دکھ دینے والا تھا کہ وہ اس کی باتوں کو ہمیشہ مذاق میں ختم کر دیتا تھا۔

"ارادے نیک ہونے سے کیا ہوتا ہے کاشف صاحب۔۔۔ انسان نیک ہونے چاہئیں بس۔" یہ در پردہ طنز تھا۔

"کیا بات ہے بیوی!۔۔۔ بہت ذہانت والی بات کرنے لگی ہو" کاشف نے اپنے مزاج کے سابقہ رنگ کو برقرار رکھا تھا۔

"آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ آپ کو میرے جیسی ذہین بیوی چاہیے تھی۔۔۔ بی بی جان کو بھی ذہانت ہی درکار تھی تو بس۔۔۔ میں نے بھی ذہانت کو ہی گھول گھول کر پینے کا ارادہ کر لیا ہے" صوفیہ نے اب کی بار مسکرانے کی کوشش کی تھی۔ مسلسل طنز اس کے شوہر کے مزاج پر گراں بھی گزر سکتا تھا۔

کاشف کی کچھ باتیں اسے یہ احساس بھی دلاتی تھیں کہ وہ اس کی پروا کرتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ وہ خود بھی محبت کا وقتاً" فوقتاً" اظہار کرتا رہتا تھا' لیکن اپنی روش سے ہٹتا بھی نہیں تھا۔

"اٹھو تیار ہو جاؤ۔۔۔ کہیں باہر لے کر چلتا ہوں تمہیں۔۔۔ گھر میں پڑے رہنے سے تم کچھ زیادہ ہی ذہین ہوتی جا رہی ہو۔۔۔ اب اس قدر ذہانت بھی نہیں چاہیے مجھے۔" اس نے یکدم اس کی جانب مڑ کر کہا۔ صوفیہ کو دل ہی دل میں بڑی خوشی ہوئی۔ وہ خود بھی اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔

"بی بی جان۔۔۔؟" اس نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ان سے میں پوچھ لیتا ہوں... تم تیار ہو کر نیچے آؤ" وہ کمرے سے نکلتے ہوئے بولا تھا۔ صوفیہ خوشی خوشی تیار ہونے چل دی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ناراض ہو سمیع" شہرین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔ سمیع نے مڑ کر اسے دیکھا' پھر ہاتھ میں پکڑا سگریٹ فوراً" فرش پر پھینک کر اسے پاؤں سے مسلنے لگا۔ شہرین اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ کب سے بالکونی میں کھڑا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ شہرین کو دکھ بھی ہو رہا تھا' لیکن وہ بھی کیا کرتی۔ ماں باپ کی یاد' اسے بے چین ہی اس قدر رکھتی تھی۔ یہ فطری سی بات تھی جب ماں باپ ساتھ تھے تو سمیع کی کمی حاوی رہتی تھی۔ اب سمیع ساتھ تھا تو ماں باپ کی کمی جان لیوا محسوس ہوتی تھی۔

"ناراض رہا ہی نہیں جاتا تم سے... یہی تو مجبوری ہے۔" وہ سادہ سے انداز میں بولا تھا۔

"شہرین چند لمحے اس کے انداز پر چپ کھڑی رہی' پھر اس نے بھی سمیع کے بالکل ساتھ کھڑے ہو کر بالکونی کی گرل پر ہاتھ جمائے تھے۔

"آئی ایم سوری... لیکن میں اپنے دل کا کیا کروں۔ وہ میرا بھائی ہے... چھوٹا لاڈلا بھائی" عجب بے چارگی اس کے لہجے پر چھائی تھی۔

"میں نے اتنے دنوں بعد اسے دیکھا تھا... وہ وہاں تھا... میرے اتنے قریب... میں اس لیے بس... آئی ایم سوری سمیع۔"

"وہ وہاں تھا... یہ میں نے بھی دیکھ لیا تھا... لیکن کس انداز میں تمہیں دھتکارا اس نے... بات کیسے کر رہا تھا وہ تمہارے ساتھ... ایسے ہوتے ہیں چھوٹے بھائی... میرا بھائی ایسے کرتا نا مجھ سے تو میں دو تھپڑ اس کے منہ پر مار کر آتا۔ تمہارا لحاظ تھا ورنہ..." اس نے بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔ اویس کا طنزیہ قہقہہ ابھی بھی سماعتوں میں گونج رہا تھا۔ شہرین چند لمحے کچھ نہیں بولی۔ تاسف میں گھری اپنی انگلیاں مروڑتی رہی۔ سمیع نے اس کی جانب دیکھا پھر اسے بھی افسوس ہوا۔ شہرین کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔

اسے کچھ بھی سمجھانا کبھی کبھی بے حد مشکل ہو جاتا تھا۔ ایک بار اس کی بہن کسی مال میں مل گئی تھیں' شہرین کے محبت سے گلے لگانے اور مخاطب کرنے کے باوجود انہوں نے اس کی بات کا جواب بھی نہیں دیا تھا اور تب بھی انہوں نے سمیع کو بے بھاؤ سنائی تھیں۔ اس کے گھر والے صاف ہی کہتے تھے کہ شہرین ہمارے لیے مر چکی ہے اور سمیع سے وہ سب شدید نفرت کرتے تھے۔ شہرین کے لیے یہ بات بہت بڑا صدمہ تھی۔ شہرین چند لمحے اس کی جانب دیکھتی رہی پھر اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔ آنسو ٹپ ٹپ کر کے بہنے لگے۔

"مائی گاڈ... شہنا پلیز... میرے ساتھ ایسے مت کرو۔" عورت کے آنسو ہتھیار ہوتے ہیں اور من چاہی عورت کے آنسو ایٹمی ہتھیار ہوتے ہیں۔ سمیع کو مزید تاسف نے گھیر لیا۔ وہ پھر بھی بے آواز روتی رہی۔

"تمہیں ذرا سا بھی اندازہ ہو نا شیری کہ تمہارے آنسو میرے ساتھ کیا کرتے ہیں تو تم کبھی ایک آنسو بھی نا بہاؤ۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"میں زندگی میں کسی کو خوش نہیں کر پاؤں گی... نا تمہیں' نا کبھی اپنے گھر والوں کو... مجھے یہ شادی کرنی ہی نہیں چاہیے تھی... مجھے لگتا ہے مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی... بہت بڑی... ہم میں سے کوئی بھی خوش نہیں ہے۔ کوئی ایک بھی نہیں" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔ سمیع نے انتہائی افسوس بھرے انداز میں اسے دیکھا۔

"جب تم ایسے بی ہیو کرتی ہو نا... مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ انتہائی دکھ... مجھے لگتا ہے تم اپنے فیصلے پر پچھتا رہی

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو... تم میرے ساتھ خوش نہیں ہو..."

"سمیع میں اپنے دل کا کیا کروں۔ وہ سب مجھے یاد آتے ہیں تو آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔ سو نہیں پاتی کئی کئی گھنٹے۔ امی کی شکل آنکھوں کے سامنے گھومتی رہتی ہے۔ ان کی گود میں سر رکھنے کی خواہش بے چین کرنے لگتی ہے۔ کتنا عرصہ ہو گیا ہے ان سے ملے ہوئے... میں خود کو بہت اکیلا محسوس کرتی ہوں" وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔ سمیع کو وہ بالکل کسی چھوٹی سی بچی کی مانند لگی جو ماں باپ سے ضد کر کے اپنی بات تو منوا چکی تھی، لیکن اب پچھتاوے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے۔ اس نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

"میں ہوں نا تمہارا... تم کسی اور کے بارے میں کیوں سوچتی ہو... میرے بارے میں سوچا کرو... صرف میرے بارے میں..." وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔ وہ کبھی اس پر غصہ نہیں کر پاتا تھا۔

"کیا تمہارے لیے یہ احساس کافی نہیں ہے کہ تمہارا جیون ساتھی پورے کا پورا تمہارا ہے... مت رویا کرو... مت ہلکان کیا کرو خود کو، میں ٹوٹنے لگتا ہوں... دڑاڑیں پڑ جاتی ہیں مجھ میں، میرے بارے میں بھی تو سوچو... میرے ماں باپ بھی تو مجھ سے خفا رہتے ہیں، لیکن میں پھر بھی تمہارا ہو جانے پر خوش ہوں۔ میرا نقصان تم سے کہیں زیادہ ہے یار... تمہارا ہو جانے کے بعد میں تو اپنے آپ کا بھی نہیں رہا... پھر بھی تم رو رو کر مجھے ہی گیٹ ڈاؤن کرتی ہو... بتاؤ کیا کروں... مر جاؤں؟" وہ بے چارگی کی آخری حد پر کھڑا تھا۔

"اللہ نہ کرے... ایسی باتیں کیوں نکالتے ہو منہ سے... مرنا ہی ہے تو میں مر جاتی ہوں۔ اس بے چینی سے تو نجات ملے گی" وہ تڑپ کر بولی تھی۔

"میں تو جیسے بچ ہی جاؤں گا پھر۔" سمیع نے گردن جھٹکی تھی۔ شہرین کچھ نہیں بولی۔ تھکی ہوئی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی۔ سمیع کی محبت اسے مشکور و مسرور تو کرتی تھی، لیکن ماں باپ کی ناراضی کی بے چینی بھی اپنی جگہ مستحکم تھی۔

☼ ☼ ☼

"یہ لیں آنسہ صوفیہ حلیمہ... چکن سوپ کا لطف اٹھائیں۔" حبیبہ نے اس کے سامنے باؤل رکھتے ہوئے اسے اس کے مکمل نام سے مخاطب کیا تھا۔ یہ بھرپور طنز تھا ورنہ ایسے تو نہیں مخاطب کیا کرتی تھی وہ اسے۔ صوفیہ کے چہرے کے تاثرات بالکل سپاٹ ہو گئے۔ اسے اس عورت سے نفرت محسوس ہوتی تھی اور اس نفرت کو چھپانے میں اب دقت بھی ہونے لگی تھی۔ گھر سے نکلتے وقت اسے قطعاً" اندازہ نہیں تھا کہ کاشف اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ سارا راستہ کاشف اس سے بہت محبوبانہ انداز میں باتیں کرتا رہا تھا۔ اس کی جھنجلاہٹ اور بے زاری کے لیے پریگننسی کو مورد الزام ٹھہراتا رہا۔ آنے والے مہمان کی باتیں کر کے اس کے مزاج کی اکتاہٹ کو ختم کرنے کی کوشش کرنے میں لگا رہا۔ اس لیے جب اس نے مجید بھائی کے گھر گاڑی روکی تو وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار نا کر پائی تھی۔ اس نے مجید بھائی اور حبیبہ کو پک کیا تھا اور وہ ایک ریسٹورنٹ میں آ گئے تھے۔ صوفیہ کی ساری حسیات حبیبہ کی جانب متوجہ تھیں، جبکہ حبیبہ کی ساری توجہ، سارا دھیان کاشف پر تھا۔ اس نے بغیر آستینوں والی قمیص پہن رکھی تھی۔ اس کا ٹراؤزر اس کے ٹخنوں سے کافی اونچا تھا۔ وہ جس انداز میں بیٹھی تھی اس انداز میں اس کی پنڈلی تک نگاہ پڑتی تھی۔ اس کے سلکی بال اس کے گداز بازوؤں اور پنڈلیوں سے بھی زیادہ دل موہ لینے والے لگ رہے تھے، جو وہ ہر جملے کے بعد لہرا لہرا کر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کاشف کے کندھوں پر بکھرانے کی پوری کوشش کرتی تھی۔ صوفیہ کو اپنا آپ اس کے سامنے بے حد کمتر لگا۔ حبیبہ کسی بھی عورت کو احساس کمتری میں مبتلا کرنے کے تمام تر لوازمات سے لیس تھی اور صوفیہ پہلے سے فریہ ہو چکی تھی۔ اس کی رنگت اس کی جسمانی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تبدیلیوں کے باعث مزید سنولا چکی تھی۔ اس کا دل بجھ کر رہ گیا اور وہ حبیبہ کے سامنے مزید دبتی ہوئی لگنے لگی۔ ایسی حالت میں بھوک ہونے کے باوجود اس نے کچھ بھی کھانے سے انکار کردیا تھا۔

"شکریہ... مجھے نہیں چاہیے" کھانے کا آرڈر دے دینے کے بعد اس طرح سے انکار کرنا مناسب نہیں لگتا تھا لیکن اس کا موڈ آف ہو چکا تھا۔ سارا کا سارا آرڈر کاشف اور حبیبہ نے مل کر دیا تھا۔ ان کے انداز بتاتے تھے کہ یہ ہوٹلنگ کا ان کا پہلا تجربہ نہیں تھا۔ اس بات کا احساس بھی صوفیہ کا دل توڑنے کو کافی تھا کہ وہ اکثر اکٹھے باہر جاتے رہتے تھے۔ اس کے دو ٹوک انکار کے بعد کاشف نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تھا کہ وہ تھوڑا سا سوپ لے لے لیکن اس نے پروا نہیں کی تھی اور کرسی پر پیچھے ہو کر بیٹھی رہی، مگر چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ برقرار رکھی تھی۔ اب اس قدر بھی بے ادب اور بد تمیز نہیں تھی وہ۔ اور پھر نجانے وہ میزبان تھی یا مہمان... وہ تو اس بات کا تعین کرنے میں بھی ناکام ہوئی جارہی تھی۔ کھانے کے سب ہی آئٹم، یہاں تک کہ کولڈ ڈرنکس تک میں حبیبہ کی ہی مرضی چلی تھی۔ ہر چیز اس نے منتخب کی تھی۔

"سوپ نہیں چاہیے تھا تمہیں... یہاں کا سوپ زبردست ہے؟" حبیبہ نے حیران ہونے کی کچھ زیادہ ہی اداکاری کی اور منہ کھول کر کاشف کی طرف دیکھنے لگی کہ جیسے اس کی تائید سننا چاہتی ہو۔

"تم یہاں کا سوپ پسند نہیں کرتی... یہ چکن کریم اینڈ ساور ہے... تھوڑا سا لے کر دیکھو ان کا شیف بہت محنت سے بناتا ہے" اس نے اسی انداز میں اصرار کیا تھا۔ کاشف نے پھر اسے اشارہ کیا کہ لے لو لیکن وہ فیصلہ کر چکی تھی۔ اسے حبیبہ کے ساتھ بیٹھ کر حبیبہ کا آرڈر کیا ہوا کچھ بھی نہیں کھانا تھا۔

"یہ پرانز ٹرائی کرو... سی فوڈ میں ان کا کوئی ثانی نہیں... میں نے اور کاشف نے تو بہت بار کھائے ہیں یہاں سے... اس کے تو فیورٹ ہیں بلکہ یہ تو ان کا مارکیٹنگ منیجر لگتا ہے... ہر جگہ اس ریسٹورنٹ کے سی فوڈ کی پروموشن کرتا نہیں تھکتا۔" حبیبہ نے اس کے آگے سے سوپ باؤل اٹھا کر پلیٹ کردی تھی تاکہ وہ کچھ اور کھا سکے لیکن وہ پھر بھی کس سے مس نا ہوئی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے حبیبہ بھابھی... آپ لوگ کھائیں" اس نے ہونٹوں کو مزید پھیلاتے ہوئے کہا تھا۔ حبیبہ نے کاشف کی جانب دیکھا جس کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہو چکی تھیں۔

"آپ کھائیں سیٹھ صاحب... اسے بھوک ہوگی تو خود ہی لے لے گی" اپنے پیالے میں سوپ انڈیلتے ہوئے اس نے قطعیت سے کہا۔ صوفیہ نے سیٹھ صاحب کے لفظ پر چونک کر کاشف کو دیکھا۔ اپنے دوست کی بیوی کو مخاطب کرنے کا یہ کون سا انداز تھا۔ حبیبہ بھی اس انداز تخاطب کی عادی لگتی تھی۔ وہ کندھے اچکا کر اپنے پیالے کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔ صوفیہ کا منہ مزید پھول گیا۔

"کھانے کا وقت ہے بھابھی... اچھا نہیں لگتا کچھ تو لیجیے نا۔ ہم سب کھائیں اور آپ بند منہ لیے بیٹھی رہیں"۔ مجید بھائی نے کاشف اور حبیبہ کے برعکس ابھی تک کچھ کھانا شروع نہیں کیا تھا۔ صوفیہ کو کبھی اس شخص کی منطق بھی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اچھا بھلا سمجھ دار باہوش انسان تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بیوی شعلہ و جوالہ بنی کسی دوسرے آدمی کی بانہوں کا ہار بننے کی بھرپور کوشش کرتی رہتی تھی، لیکن وہ بالکل بھی برا نہیں مناتا تھا بلکہ منہ میں تمباکو مسالے والا پان ڈال اپنے پیلے دانت نکال کر ہنستا رہتا اور اپنی قیامت سے ذرا سی کم بیوی کی ہاں میں ہاں ملاتا چلا جاتا۔ صوفیہ کو اس آدمی سے بھی چڑ ہوتی تھی۔ یہ اگر جدید زمانے کے اصول تھے تو بہت عجیب تھے۔ ان کے خاندان میں تو ایسے آدمی کو "بے غیرت" کہا جاتا تھا اور یہاں سب نے اس کا نام "مجید بھائی" رکھا ہوا تھا۔

"مجید بھائی بھوک نہیں ہے... آپ پلیز شروع کیجیے... میں میٹھا ٹرائی کروں گی آپ کے ساتھ..." اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے انہیں بھی سہولت سے انکار کیا تھا لیکن بعد میں میٹھا کھانے کی ہامی بھرلی تھی۔ کاشف کے چہرے پر بدلتے رنگ اب اس کی خفگی کو ظاہر کرنے لگے تھے جس سے صوفیہ کافی گھبراتی تھی۔

"ہاں... کچھ لوگوں کو اس حالت میں میٹھا کھانے کی بہت رغبت محسوس ہوتی ہے" حبیبہ نے عام سے انداز میں کہا تھا لیکن صوفیہ کو لگا وہ اس پر طنز کررہی ہے۔

"زیادہ میٹھا کھانا اچھی بات نہیں ہے صوفیہ... ابھی تم اتنی فربہ ہورہی ہو... آخری دنوں میں تو بالکل غبارہ بن جاؤ گی... اس لیے احتیاط کیا کرو۔" صوفیہ کو اس کا مشورہ انتہائی برا لگا اور اب کی بار وہ اپنی ناپسندیدگی چھپا نہیں پائی تھی۔

"آپ میرے لیے پریشان نا ہوں بھابھی... میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہوں" وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔ حبیبہ سوپ سے بھرا چمچہ منہ تک لے جارہی تھی اس کے جواب پر اس کے چہرے کا رنگ بدلا تھا لیکن وہ کچھ بولی نہیں بلکہ مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ سرہلا کر سوپ پینے لگی تھی۔ صوفیہ کو کہہ دینے کے بعد احساس ہوا کہ اسے ایسے نہیں کہنا چاہیے۔

☼ ☼ ☼

میری زیست کے ابواب کا عنوان محبت
میں خود ہوں محبت ' میرا ایمان محبت
تخصیص نہیں ہے کوئی تفریق نہیں ہے
قدرت نے بنائے ہیں سب انسان محبت
دل کی ویرانیوں نے تجھی ہنس کر یہ کہا ہے
صدقے تیرے تو آئی ہے مہمان محبت

"ایسا کیا آگیا ہے اخبار میں" وہ بہت احترام اور محبت کے ساتھ ایک ایک مصرع دیکھ رہا تھا جب کانوں میں آواز سنائی دی۔ اس نے اخبار چہرے کے سامنے سے ہٹائی اور پھر اسے تہ لگا کر اس رخ سے کاؤنٹر پر رکھا کہ اس کی نظریں اس صفحے پر پڑتی رہیں جہاں اس کی غزل چھپی تھی۔ ایک مشہور روزنامے کے ادبی ایڈیشن پر نو آموز شاعروں کے لیے مخصوص صفحے پر اس کی نظم چھپی تھی۔ وہ آج بہت خوش تھا۔ صبح سے ہی اس کی بتیسی اندر نہیں جارہی تھی۔ گاہکوں کا وقت ہو چلا تھا۔ وہ عذرا باجی تھیں جنہوں نے اسے ٹوکا تھا۔ اس کی دکان پر ان کا روز کا آنا تھا۔

"ہمارے یہاں اخبار میں کچھ نہیں آتا... بس جاتا ہی جاتا ہے" وہ مسکرا کر بولا۔ اس کا اشارہ اخبارات سے بنی ان چھوٹی تھیلیوں کی جانب تھا جن میں وہ مرچ مسالے بیچتا تھا۔

"لوگ اخبار لے جاتے ہیں اور نقدی دے جاتے ہیں... فائدے کی بات ہی ہے" وہ ہنس کر بولی تھیں۔ اچھی خوش مزاج عورت تھیں۔

"اچھا فرمایئے صبح صبح کیوں تشریف لائی ہیں... کیا پیش کروں آپ کی خدمت میں۔" وہ وہیل چیئر کو گھسیٹ کر پیچھے ہوا تھا۔ ڈبل روٹی کے پیکٹ پیچھے پڑے تھے۔ صبح صبح زیادہ تر لوگ ڈبل روٹی انڈوں کے چکر میں ہی آیا کرتے تھے۔ اس نے ایک پیکٹ اٹھا کر انہیں دینا چاہا۔

"میں ہلدی لینے آئی تھی... ڈبل روٹی نہیں چاہیے" انہوں نے انکار کردیا تھا۔ سلیم نے حیرانی سے انہیں دیکھا پھر ہلدی والی تھیلے کی طرف جاتے ہوئے پوچھ لیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا کریں گی ہلدی کا؟" اس کا چہرہ عذرا باجی کی طرف نہیں تھا ورنہ اس سوال پر ان کے چہرے پر جو بےزاری چھائی تھی وہ فوراً" دیکھ لیتا۔

"اس میں کچا دودھ ملاؤں گی... پھر جو کا آٹا ڈالوں گی... لیموں کے چند قطرے اور شہد ڈال کر مکس کروں گی اور پھر۔" وہ اتنا ہی بولی تھیں کہ سلیم ہلدی ڈال کر مڑا تھا۔ ان کی بات کاٹ کر بولا۔

"اب خدارا یہ مت کہیے گا کہ یہ سب منہ پر لگائیں گی" عذرا باجی نے فوراً" نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں یہ کب کہہ رہی ہوں... میں تو اس آمیزے کو پراٹھے پر لگا کر ساس کو کھلاؤں گی پھر وہ جب میرے سر پر کوئی چیز غصے سے دے ماریں گی تو جو زخم آئے گا نا باقی آمیزہ اس زخم پر لگالوں گی" وہ طنزیہ انداز میں بولی تھیں۔ سلیم ہنستا رہا۔

"خدا خیر کرے... ایسی تو نہیں ہوا کرتی تھیں آپ... کہاں سے سیکھ لیا یہ سب۔"

"جب پتا ہے کہ ایسی نہیں ہوں میرے بھائی تو پوچھ کیوں رہے ہو... ہلدی ہے... ہانڈی میں ڈالوں گی۔" وہ چڑ کر بولی تھیں۔

"میں نے تو ایک سوال ہی کیا تھا... آپ غصہ ہی کر گئی ہیں... میں تو اس لیے پوچھ رہا تھا کہ ابھی تو ناشتے کا وقت ہے ابھی سے ہانڈی کا سامان؟" اس نے وضاحت کی تھی۔

"بس میرے بھائی... کیا بتاؤں اپنے دکھ کی داستان صبح صبح بڑی نند کا فون آیا ہے کہ کھانے کے وقت آئیں گی اور کڑھی کھانے کی فرمائش کی ہے... اس لیے سوچا کہ ابھی چڑھا دوں چولہے پر... گرمیوں کے دن ہیں... زیادہ دیر باورچی خانے میں نہیں کھڑا ہوا جاتا" انہیں بھی ہر بات بتانی ضروری ہوتی تھی سلیم کو... جیسے وہ ان کی بچپن کی سہیلی ہو۔

"آپ غریب عورتوں کے بھی کتنے مسئلے ہوتے ہیں نا... ہمہ وقت کھانا پکانے، کپڑے دھونے اور گھر چمکانے میں لگی رہتی ہیں" وہ انہیں چڑا رہا تھا۔

"اچھا تو تم کوئی امیر عورت ڈھونڈ لینا اپنے لیے... جس کے ساتھ یہ سب کام کرنے کے لیے دو ملازمائیں بھی آئیں... ہم تو غریب ہی اچھے" انہیں اس کی عادت کا پتا تھا اس لیے وہ برا نہیں مناتی تھیں۔

"ایسے نصیب کہاں اپنے جناب... ہمیں کہاں ملے گی ایسی مہارانی۔"

"کیا پتا مل ہی جائے... معجزے بھی دنیا میں ہی ہوتے ہیں" وہ کاؤنٹر سے ہٹتے ہوئے کہنا نا بھولی تھیں۔ سلیم ہنسا۔

"کیوں کسی غریب کو اونچے اونچے خواب دکھا کر اس کا ایمان خراب کرتی ہیں... مجھے کہاں ملے گی ایسی کوئی مہارانی... میں تو غریب بھی ہوں اور کم پڑھا لکھا بھی" وہ مصنوعی انداز میں منہ لٹکا کر بولا۔

"اس کے علاوہ اللہ نے تمہیں شکل بھی واجبی سی دی ہوئی ہے... قد کاٹھ بھی اتنا ہی ہے کہ اچھے سے اچھا کپڑا پہن کر بھی سلیم پپا (کنستر) ہی لگتے ہو... باقی رہی سہی کسر اس بیساکھی نے پوری کر دی... اور بتاؤ... صبح صبح کچھ اور کھری کھری سننی ہیں یا کافی ہیں اتنی؟" یہ آواز عذرا باجی کی نہیں تھی۔ سلیم اور عذرا باجی دونوں کے منہ سے قہقہہ ابلا تھا۔

"نینا کی بچی... تمہیں اللہ پوچھے... کبھی کوئی اچھی بات بھی نکال لیا کرو منہ سے" وہ ہنستا ہوا بولا تھا۔ وہ بیگ کندھے پر لٹکائے یونیورسٹی جانے کے لیے نکلی تھی۔ عذرا باجی بھی اس کی بات پر ہنستی ہوئی اپنے گھر کی راہ ہولی تھیں۔

"یہ اچھی بات ہی تھی... اب سچ تمہیں کڑوا لگتا ہے تو ہم کیا کریں۔" وہ کاؤنٹر کے قریب آگئی تھی۔ سلیم نے

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

دلچسپی سے اس کا انداز دیکھا۔ اسے پتا تھا اس وقت اگر وہ آئی ہے تو ایک آدھ ببل گم کے علاوہ کچھ درکار نہ ہو گا۔
اس نے کہے بغیر ہی ببل گم نکال کر اس کے سامنے کاؤنٹر پر رکھ دی تھی۔
"تم اتنی صبح کیوں جا رہی ہو۔۔۔ ابھی تو آٹھ ہی بجے ہیں" سیم کو پتا تھا اس کی مرضی نہیں ہو گی تو جواب بھی نہیں دے گی لیکن پھر بھی پوچھ لیا اور اس کا موڈ بھی کچھ اچھا تھا اس لیے رازداری سے بولی۔
"مجھے نئی ٹیوشن مل گئی ہے۔ اسٹری لڑکی کو میتھس اور انگلش پڑھانی ہے۔۔۔ صبح پہلے وہاں جاؤں گی۔۔۔ پھر وہاں سے یونیورسٹی۔" سیم نے ناگواری کے احساس تلے گھر کر کچھ کہنا چاہا پھر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ وہ برا بھی منا سکتی ہے لیکن اسے اس کی پروا تھی کہ بغیر رہا بھی نہیں جاتا تھا۔
"بینا ایسی کون سی مصیبت آن پڑی ہے کہ پڑھائی کے ساتھ یہ جھنجٹ بھی پال لیے ہیں۔ ایک آدھ ٹیوشن کی خیر تھی لیکن تم نے تو پورا اسکول ہی کھول لیا ہے۔۔۔ خالو کی دکان بھی اب تو ٹھیک چل رہی ہے۔۔۔ تمہیں کس چیز کی کمی ہے۔"
"مجھے تمہارے خالو کی ہی کمی ہے۔۔۔ اور بس اب مزید کوئی سوال نہ کرنا۔" وہ مزے سے ببل منہ میں رکھ کر دائیں طرف مڑ گئی تھی۔ سیم اس کی پشت کی طرف دیکھتا رہا پھر کچھ یاد آیا تو چلا کر بولا۔
"شام کو گھر چکر لگانا۔۔۔ تمہیں کچھ دکھانا ہے۔"
"سوچوں گی۔" اس نے مڑ کر کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔
"اونہہ سوچوں گی۔۔۔ باقی سب کام جیسے سوچ سمجھ کر کرتی ہو" وہ اسی انداز میں بولا تھا۔ بینا دور ہو چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

"اماں یہ کچھ روپے ہیں۔۔۔ رکھ لیجیے۔۔۔ سب کی تنخواہیں دینی ہیں۔ اپنے ہاتھ سے دے دیجیے گا سب کو اور عبدالرحیم کے ساتھ جا کر گروسری وغیرہ لے آئیے گا۔" اس نے آملیٹ کے ٹکڑے کو فورک میں پرویا تھا۔ اماں رضیہ نے احساس تفاخر میں گھر کر ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی اور ملازم موجود ہے یا نہیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ سارے ملازم بن لیں کہ سمیع صاحب انہیں کس درجہ عزت دیتے ہیں۔ ویسے تو سب ملازمین ہی جانتے تھے لیکن کبھی کبھی انہیں سب کے سامنے یہ جتا کر خوشی ہوتی تھی۔ اسی لیے انہوں نے روپے پکڑتے ہوئے کچن کی جانب منہ کر کے آواز لگائی۔
"رانی، صاحب کے لیے گرم چائے لاؤ جلدی" سمیع نے پلیٹ پر سے نظریں بھی نہیں ہٹائی تھیں۔ اماں رضیہ اس کے رغبت بھرے انداز کو بہت محبت سے دیکھ رہی تھیں انہیں یہ لڑکا بہت فرمانبردار اور معصوم لگتا تھا۔ وہ دیکھتی تھیں اس کی زندگی میں بیوی اور اس کے آفس کے علاوہ کوئی دوسری مصروفیت ہی نہیں تھی۔ شہرین کی یاد آتے ہی انہوں نے نادانستہ طور پر سیڑھیوں کی جانب دیکھا۔ شہرین بیڈ روم میں ہی تھی۔ معمول کے مطابق سمیع اکیلے ہی ناشتا کر رہا تھا۔ اس نے شہرین کو چائے، پانی، جوس پہنچانے کے متعلق کوئی حکم اب تک نہیں دیا تھا۔ رانی چائے رکھ کر چلی گئی تھی۔ اماں کو یاد آیا بی بی ایمن کو کل بخار رہا تھا اور سمیع نے اس کی خیریت بھی دریافت نہیں کی تھی۔ بیوی پر جان چھڑکنے والا بیٹی سے نجانے اتنا لاپروا کیوں تھا۔ انہوں نے کھنکار کر گلا صاف کیا۔ سمیع نے سر اٹھا کر سوالیہ انداز میں انہیں دیکھا۔
"وہ بیٹا۔۔۔ میں کچھ بات کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔ اگر تم برا نہ مناؤ تو۔۔۔" انہوں نے ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا۔ سمیع نے فورک پلیٹ میں رکھ دیا تھا۔
"جی جی کہیے۔۔۔ خیریت۔۔۔ مزید روپے چاہئیں۔" اسے ان کے انداز سے یہی لگا کہ شاید اس نے تھوڑی رقم

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دے دی ہے۔

"نہیں نہیں۔۔۔ روپے پیسے والا معاملہ نہیں ہے۔" اماں نے فوراً" نفی میں گردن ہلائی۔

"تو پھر۔۔۔؟" اس نے چائے کی پیالی اپنے سامنے کی۔

"بیٹا بہو سے کہو تھوڑی ذمہ داریاں بچی کی بھی دیکھ لیا کرے۔ وہ ننھی سی جان' ملازموں کے سر پر ہے۔۔۔ میری بوڑھی جان۔۔۔ اپنی جانب سے پورا خیال رکھتی ہوں' لیکن ماں کا نعم البدل تو نہیں ہو سکتی نا۔۔۔ اسے ماں کی ضرورت ہے" انہوں نے رک رک کر کہا تھا۔ سمیع کے چہرے کے تاثرات ایک لمحے میں سپاٹ ہو گئے۔ اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی اور پیچھے ہو کر بیٹھتے ہوئے چائے کپ کو مزید اپنی جانب گھسیٹا تھا۔

"دیکھیں اماں رضیہ! اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ بچے ماؤں کے پلوؤں سے باندھ کر پالے جائیں۔ بچوں میں اعتماد نہیں پیدا ہوتا اس طرح میں خود شہرین سے کہتا ہوں کہ اٹیچڈ مت کرے خود کو ایمن کے ساتھ۔۔۔ اسی میں ایمن کی بھلائی ہے۔۔۔ میں ویسے بھی سال دو سال میں اسے بورڈنگ بھجوادوں گا۔۔۔ تب تک آپ اچھی طرح سنبھال رہی ہیں۔ آپ پر پورا بھروسہ ہے مجھے۔۔۔ تب ہی تو آپ کو بلوایا ہے۔۔۔ آپ اچھی دیکھ ریکھ کر رہی ہیں۔ میں مطمئن ہوں۔"

Downloaded From Paksociety.com

وہ چائے کا سپ بھرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اماں نے پریشان سا ہو کر گردن ہلائی۔ وہ توقع کر رہی تھیں کہ سمیع ان کی بات کو سن کر اس پر غور کرے گا۔

"میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ لڑکی کی ذات ہے ترستی ہے پیار کے لیے۔ وہ بات بھی نا مکمل کر سکیں۔۔۔" سمیع نے ہاتھ اٹھا کر انہیں بولنے سے روک دیا تھا۔

"آپ کو مشکل ہو رہی ہے اگر ایمن کو سنبھالنے میں تو آپ بتادیں۔۔۔ میں ایک اور میڈ کا انتظام کر لیتا ہوں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" اب کی بار اس کا لہجہ اس قدر دو ٹوک تھا کہ اماں گھبرا ہی گئیں۔

"نہیں نہیں بھئی۔۔۔ میں نے تو بس ایسے ہی کہہ دیا۔۔۔ تمہاری مرضی بیٹا تم زیادہ بہتر سمجھتے ہو" انہوں نے اس کی جانب دیکھے بنا کہا تھا۔ وہ خود اس کے پاس آکر کافی مطمئن تھیں۔ آخری عمر میں ایک مستقل ٹھکانہ مل جانا کس قدر آسودگی کا باعث تھا یہ کوئی ان کے دل سے پوچھتا۔ وہ سمیع یا شہرین کے ساتھ بگاڑنا نہیں چاہتی تھیں۔ انہیں یہاں بہت سکون اور اس سے بھی بڑھ کر اتھارٹی میسر تھی۔

"جی۔۔۔" سمیع نے اسی سپاٹ انداز میں کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شہرین سو رہی ہے۔ نیند کی دوا کھا کر سوئی تھی رات۔۔۔ خود نا اٹھے تو جگائیے گا مت۔۔۔ لیکن ایک دو گھنٹے بعد میڈ کو بھیج کر چیک کرواتی رہیے گا کہ اٹھ گئی ہے یا نہیں۔ جوس یا آملیٹ وغیرہ یا جو بھی وہ چاہے اس کے اٹھنے پر فریش بنوائیے گا" یہ آخری حکم تھا۔ وہ رسٹ واچ کا زاویہ درست کرتا ڈائننگ لاؤنج سے باہر کی جانب جانے کے لیے دروازے کی سمت بڑھ گیا۔ اماں رضیہ نے تاسف سے میز پر پڑے ان پیسوں کی جانب دیکھا پھر گہری سانس بھری۔

"واہ رے مولا۔۔۔ اس عمر میں ان چند ہزار کی خاطر کیا کیا سہنا پڑتا ہے۔۔۔ ہمیں بھی کوئی اتنا چاہنے والا ساتھی عطا کیا ہوتا تو ہم بھی یوں دوسروں کے در کی ٹھوکریں نا کھاتے پھرتے۔"

☆ ☆ ☆

"تم بہت بد تمیز اور جاہل عورت ہو۔۔۔ چار لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے کا بھی سلیقہ نہیں تمہیں۔۔۔ سخت شرمندہ کروایا ہے تم نے مجھے" کاشف سخت بپھرا ہوا تھا۔ واپسی کا سارا وقت اس نے مخاطب کرنا تو دور کی بات صوفیہ کی جانب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھا تک نہیں تھا۔ وہ گھر کے اندر نہیں آیا تھا بلکہ اسے گیٹ پر ڈراپ کر کے کچھ کہے بنا چلا گیا تھا۔ یہ اس کی ناراضی کا سخت ترین اظہار تھا' صبح کے وقت اس کی واپسی ہوئی یا وہ رات کو ہی آکر گیسٹ روم میں سو گیا تھا۔ صوفیہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ وہ کمرے میں صبح کے وقت ہی آیا تھا۔ رات بہت دیر بے چین رہنے کے بعد صوفیہ دو گھنٹے نیند لے کر اٹھ چکی تھی۔ اس کی آنکھیں پھر سوجی ہوئی تھیں اور سر میں سخت درد تھا۔ کاشف کو دیکھ کر اس نے خود ہی بات کا آغاز کیا تھا تو وہ پھٹ پڑا تھا۔

"آئی ایم سوری..." وہ اس سے زیادہ کیا کہتی۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے صوفیہ... تمہیں احساس بھی ہے کہ تم کیا کرتی ہو میرے احباب کے ساتھ گھر سے نکلی تو بھی بے زار تھیں وہاں جتنی دیر رہی تب بھی ناک چڑھا کر بیٹھی رہیں۔" اس نے کاشف کا یہ جارحانہ انداز پہلی دفعہ تو دیکھا نہیں تھا لیکن پھر بھی اسے دکھ ہوا۔ حبیبہ کے معاملے میں وہ ہمیشہ جذباتی ہو جایا کرتا تھا۔

"آپ ان کو ساتھ کیوں لے گئے تھے... میں آپ کے ساتھ کھلی فضا میں کچھ وقت گزارنے کی خواہش لے کر گھر سے نکلی تھی اور آپ نے ان کو بھی گھسیٹ لیا... حبیبہ اینڈ کمپنی کو... گھٹن ہو رہی تھی مجھے اس عورت کی موجودگی میں... زہر لگتی ہے مجھے وہ..." وہ اپنے آنسو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی تھی۔ اس کا دل نجانے اللہ نے اتنی نرم مٹی سے کیوں بنایا تھا۔ اس کا دل چاہتا تھا وہ چیخ چیخ کر غراغرا کر کاشف سے اس معاملے میں بات کرے لیکن چیخنے چلانے سے پہلے ہی آنسو آنکھوں سے ٹپک ٹپک کر اسے لاچار کر دیتے تھے۔

"مجھے تو لگتا ہے تمہیں کوئی ذہنی عارضہ لاحق ہو گیا ہے... تمہیں ہر عورت زہر لگتی ہے'... ہر عورت تمہیں خلجان میں مبتلا کر دیتی ہے ہر عورت سے چڑتی ہو تم... بالخصوص وہ عورتیں جو شکل و صورت میں تم سے بہتر ہیں' ان کو دیکھ کر تو تم مرنے والی ہو جاتی ہو... کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ تم میری بیوی ہو... تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا... باقی سب چیزیں موسموں کی طرح آنی جانی ہیں۔ کاروباری تعلقات میں مضبوطی قائم رکھنے کے لیے' پتا نہیں کیا کیا کرتے ہیں لوگ... میں تو صرف کھانا ہی کھا رہا تھا لیکن تمہارا شک ہی ختم نہیں ہوتا... ایسا کرو تم مجھے کسی ڈبے میں پیک کر کے اپنی الماری کے آخری خانے میں چھپا کر رکھ دو... تمہاری جان کو بھی سکون ہو جائے گا اور میری جان کو بھی" وہ چڑ کر بولا تھا۔ صوفیہ نے کچھ نہیں کہا' کیونکہ آنسوؤں کی روانی اور شدت سے آواز حلق سے باہر ہی نہیں نکل رہی تھی۔ کاشف باتھ روم میں گھس گیا تھا۔

"زندگی اجیرن کر کے رکھ دی ہے میری... بی بی جان کو بھی سارے زمانے میں یہی ایک ملی تھیں میرے لیے... ناشکل نا عقل۔" وہ بڑبڑا رہا تھا۔ اس کے ہر جملے کے ساتھ صوفیہ کی سسکیاں بڑھتی جاتی تھیں۔

☆ ☆ ☆

وہ کافی اچھے مزاج کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی تھی۔ اسے جو نئی ٹیوشن ملی تھی انہوں نے پہلے ہی دن ادائیگی کر دی تھی اسی لیے وہ خوش تھی' لیکن اس کی خوشی بس وقتی ہوتی تھی۔ امی لان کا نیا چمچما تا سوٹ پہنے' چادر اوڑھے تیار بیٹھی تھیں۔ زری کی تیاری بتا رہی تھی کہ وہ بھی ساتھ جا رہی ہے۔ اس کا سارا جوش غائب ہونے لگا۔ اس نے تو سوچا تھا آرام سے گھر جا کر پزا آرڈر کرے گی۔ زری سے چائے بنوائے گی اور پارٹی کرے گی لیکن امی اور زری کے ایک ساتھ کہیں جانے کا مطلب تھا کہ اب نا صرف اسے اکیلے رہنا تھا بلکہ شام کے وقت کے کام بھی اس کے ذمے تھے۔ گھر کے کاموں سے ویسے بھی اس کی جان جاتی تھی اس لیے اس نے ناک چڑھائی تھی۔

"بڑا کوئی مہربان دن تھا آج... جو میرا انتظار ہو رہا تھا' جس طرح کا مزاج تھا' منہ سے فقرہ بھی ویسا ہی نکلا تھا۔ امی نے دھیان نہیں دیا تھا بلکہ اپنی چادر کو کر سر پر اوڑھتے ہوئے بولیں۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کھانا کھالینا۔۔۔ آلو قیمہ پکا ہے۔۔۔ لوکی کا کل رات والا سالن بھی پڑا ہے۔۔۔ صرف روٹی پکانی ہے اور اگر ابا آجائیں تو ان کی شام کی چائے بنا دینا۔۔۔ ہم زرینہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کی ساس کا پتا چلا تھا کافی بیمار ہیں۔۔۔ ارادہ تو یہی ہے کہ جلدی آجائیں گے لیکن اگر دیر ہو گئی تو رات کے لیے تھوڑے سے چاول ابال لینا اور اپنے ابا سے کھانے کا پوچھ لینا۔" امی اس کی جانب دیکھے بنا سب حکم صادر کرتی باہر نکل گئی تھیں۔ زری نے آئینے میں دوپٹا درست کرتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ تھکی ہوئی لگتی تھی۔ آٹھ بجے گھر سے نکلی تھی اور اب دو بج رہے تھے۔

"مارکیٹ جانے کا بھی ارادہ ہے۔۔۔ تمہیں کچھ چاہیے تو بتا دو" اس نے سیڑھیاں اترنے سے پہلے سوال کیا۔

نینا نے اپنی مخصوص بدمزاجی سے پہلے اس کا چہرہ دیکھا پھر منہ بنا کر بولی۔

"جی نہیں شکریہ۔۔۔ مہربانی، نوازش تم ماں بیٹی کے بھی بیانات نہیں ملتے۔۔۔ امی کہہ رہی ہیں کہ آنٹی زرینہ کی طرف جا رہی ہیں اور تم کہہ رہی ہو مارکیٹ جا رہے ہیں" وہ ہی سڑا ہوا انداز جیسے کسی نے پیسے مانگ لیے ہوں۔

زری کو اندازہ تو تھا ہی کہ وہ اس قسم کا ہی جواب دے گی لیکن پھر بھی اس کی بات کا برا منا کر بولی۔

"روز روز نہیں نکلا جاتا۔۔۔ اتنی گرمی ہے اب جا رہے ہیں تو کچھ ضروری کام بھی نبٹا آئیں گے۔" نینا نے کچھ دیر سوچا۔ زری بھی سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"اچھا سنو۔۔۔ میرے دو دوپٹے ہیں ڈائی کروانے والے۔ وہ ڈائی کروا لانا اور ایک شرٹ کے ساتھ میچنگ ٹراؤزر لے آنا اسے اپنا کام یاد آ ہی گیا تھا۔ زری نے فوراً" نفی میں گردن ہلائی "نہیں بھئی ایسے کام نہیں کوئی چھوٹا موٹا کام بتاؤ۔۔۔ کوئی کلپ لانا ہو یا کوئی نیل پالش۔۔۔ یا پھر کوئی لیس فیتہ وغیرہ ڈائی والے کے پاس تو رش بہت ہو گا ہمیں مغرب سے پہلے واپس بھی آنا ہے۔"

"تو پھر جاؤ۔۔۔ میرا دماغ کھانے کیوں کھڑی ہو گئیں۔ کام تو ایسے پوچھا تھا جیسے کر ہی آئیں گی محترمہ" مزاج پھر سوا نیزے پر پہنچ گیا تھا۔ زری بھی ناک چڑھا کر نیچے سیڑھیاں اتر گئی تھی۔ اس نے بھی ہمیشہ کی طرح بیگ وہیں پھینکا اور دھپ دھپ کرتی کمرے میں گھس گئی۔

☼ ☼ ☼

وہ کمرے میں آکر بستر پر لیٹ گئی تھی۔ ارادہ تھا کہ گھنٹہ بھر سوئے گی پھر اٹھ کر اطمینان سے چائے بنائے گی اور کھانا کھالے گی۔ لائٹ گئی ہوئی تھی۔ پنکھا یو پی ایس پر چل رہا تھا، لیکن اس کی رفتار بہت آہستہ تھی۔ وہ کروٹیں بدلتی رہی، مگر نیند نہیں آئی تھی۔ امی کی غیر موجودگی میں اکثر ایسا ہو جاتا تھا، اسے نیند نہیں آیا کرتی تھی۔ اس نے کچھ دیر لیٹ کر نیند کے مہربان ہو جانے کا انتظار کیا تھا پھر سونے کا ارادہ ترک کر کے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ امی نے بتایا تھا کہ آلو قیمہ بنا ہے۔۔۔ اسے پسند بھی تھا لیکن روٹی بنانی تھی سو اس کا کھانا کھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ یہ نہیں تھا کہ اسے کام کرنے آتے نہیں تھے بوقت ضرورت سب کام کر لیتی تھی، لیکن بس من موجی انسان تھی دل چاہا تو کر لیا ورنہ، کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتی تھی۔ ایک روٹی بناتے وقت بھی جان جاتی تھی۔ اس نے چند لمحے سوچنے میں گزارے کہ وہ چائے کے ساتھ کیا کھا سکتی ہے پھر ذہن میں ایک خیال لپکا تھا۔ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی اور نیچے جھانکنے لگی۔ اِدھر اُدھر دیکھا محلے کا کوئی بچہ، بڑا گزرتا دکھائی نا دیا تھا۔ کچھ دیر انتظار کے بعد جب وہ کھڑکی کے سامنے سے ہٹنے کا سوچ رہی تھی، پڑوسیوں کا بارہ سالہ حمزہ باہر نکلا تھا۔

"حمزہ۔۔۔ حمزہ۔" اس نے بڑے دلار سے پکارا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر سوالیہ انداز میں اوپر دیکھا۔

"تم لوگوں کے گھر آج کیا پکا تھا؟"

"پتا نہیں۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا تھا۔ نینا نے گھور کر اسے دیکھا۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیوں... کھانا نہیں کھایا تھا تم نے آج دوپہر کو۔"

"دوپہر کو کھایا تھا... اب تو شام ہو رہی ہے... مجھے تو بھول بھال بھی گیا" حمزہ نے معصومیت سے جواب دیا تھا۔ وہ کافی عجلت میں لگتا تھا لیکن نیناباجی سے ڈرتا بھی تھا۔ اس لیے مجبوراً رکا ہوا تھا۔

"اتنی جلدی کیسے بھول گیا موٹو... تین روٹیاں جو تم روز کھاتے ہو اتنی جلدی بھولنے والی چیز نہیں ہوتیں... جلدی بتاؤ کیا پکایا تھا۔" اس نے غرا کر کہا تھا۔

"میں نہیں بتاؤں گا آپ تو ہمیشہ ڈانٹتی ہی رہتی ہیں۔" اس کا انداز اور تین روٹیوں کا تذکرہ سن کر اس نے صاف انکار کیا تھا۔

"کیا کہا... ذرا دوبارہ کہنا... نہیں بتاؤ گے؟ ٹھہر جاؤ ذرا ابھی جاتی ہوں تمہارے گھر اور تمہاری امی کو بتاتی ہوں کہ تم دوپہر کو چھت پر چڑھے پتنگیں اڑا رہے تھے بلکہ نہیں... آج رات کو آؤں گی جب تمہارے ابا بھی گھر ہوں گے۔ چل بیٹا حمزہ... مجھے تو آج کٹ (پٹائی) پڑوا کر ہی رہوں گی" اس نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے اسے ڈرایا تھا۔

"ہائے نیناباجی آپ کتنی جھوٹی ہیں... میں تو کئی دن سے چھت پر گیا ہی نہیں اور پتنگ کی تو اس سال شکل بھی نہیں دیکھی میں نے" وہ ذرا سا چڑ کر بولا تھا۔

"یہ بات تمہارے ابا کو تو نہیں پتا نا... تم دیکھتے جاؤ میں کرتی کیا ہوں تمہارے ساتھ ایسی کہانی بنا کر سناؤں گی نا کہ فوراً یقین کر لیں گے" وہ اسی انداز میں بولی تھی۔ حمزہ کچھ زیادہ گھبرا گیا۔ نیناباجی سے ایسی امید کی جا سکتی تھی۔ وہ اگر کہہ رہی تھی کہ وہ ابا سے پٹائی کروائے گی تو وہ کروا سکتی تھی۔

"نیناباجی... ایسے مت کہیں نا... میں نے کیا کیا ہے۔ مجھ سے کیوں ناراض ہو رہی ہیں آپ" حمزہ نے ہتھیار ڈالے تھے۔

"یہ ہوئی نا بات... چلو جلدی سے بتاؤ... کیا پکایا تھا آج تمہاری اماں نے۔" وہ اپنے تئیں اونٹ کو پہاڑ کے نیچے لے آئی تھی۔

"آلو گوبھی" حمزہ نے منہ لٹکا کر کہا تھا۔ نینا کے منہ کا زاویہ بھی بگڑ گیا۔ سارا اشتیاق چلچلاتی دھوپ میں رکھی برف کی مانند پگھلا تھا۔

"آئے ہائے... میرے نصیب... غریب لوگ کبھی تو بریانی یا پلاؤ بھی بنا لیا کرو... سارا دن مسالا ٹی وی دیکھتی ہیں تمہاری اماں... اور اتنا خوار ہونے کے بعد پکاتی ہیں وہی آلو گوبھی" اس نے تاسف سے بھرپور لہجہ میں کہا تھا۔ حمزہ برا مان گیا۔

"میں جاؤں کیا؟" وہ عاجز آ کر بولا تھا پھر اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔

"خبردار... واپس آؤ یہ سلیم کی دکان پر جاؤ اور اسے بولو باجی نینا کہہ رہی ہیں ایک جوس اور چپس کا بڑا والا پیکٹ دیں۔ وہ لے کر فوراً میرے گھر دے کر جاؤ... یاد رکھو نہیں دے کر گئے نا تو..." اس نے خرانٹ جادوگرنیوں کی طرح آنکھیں گھماتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔ حمزہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا پھر جاتے ہوئے بھی بڑبڑاتا ہوا سلیم کی دکان پر چل دیا۔ نینا کھڑکی سے ہٹ گئی لیکن پانچ منٹ بعد ہی دوبارہ نیچے جھانکنے لگی تھی۔ حمزہ بھی اسی وقت آ گیا تھا۔

"نیناباجی... سلیم بھائی کہہ رہے ہیں... یہ دکان آپ کے سسر کی نہیں ہے۔" حمزہ نے بہت مزے لے کر بتایا تھا۔ نینا کی آنکھیں پھٹ سی گئیں۔

"کیا... سلیم کے بچے کی اتنی جرات واپس جاؤ اور اسے کہو ایک منٹ کے اندر سب کچھ دے ورنہ اس کی خیر نہیں۔" وہ چلا کر بولی تھی پھر جیسے اسے کچھ خیال آیا۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اچھا رکو۔۔۔ تم جاؤ اس سلیم کی بچی (گردن) تو میں مروڑتی ہوں آکر" اس نے کھا جانے والے انداز میں کہا پھر بیڈ پر پڑا دوپٹا گردن میں ڈالا اور تن فن کرتی کمرے سے نکلی تھی۔ لیکن فوراً" ہی بریک لگانے پڑے۔ ابا لاؤنج میں دیوان پر نیم دراز ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ اسے بالکل خبر نہیں ہوئی تھی وہ کب آئے تھے۔ دروازہ کھولنے کے لیے چونکہ سیڑھیاں اتر کر جانا پڑتا تھا اس لیے ان کے اور نمنا کے پاس دروازے کی چابی ہمیشہ ہی ہوتی تھی کیونکہ امی اور زری تو کبھی کبھی گھر سے نکلتے تھے۔ ان دونوں کو دکان اور یونیورسٹی جانا ہوتا تھا۔ اب امی تو موجود نہیں تھیں جن کے سامنے وہ ابا کو نظر انداز کر کے نجانے اپنی کونسی محرومیوں کے بدلے لیتی تھی' اس لیے اس نے سست سے انداز میں ابا کو سلام کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا تو وہ کچھ کہے بنا دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی تھی۔

Downloaded From Paksociety.com

"کہاں جا رہی ہو اس وقت؟" انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ مڑی پھر سوچتے ہوئے بولی۔

"وہ میں ذرا۔۔۔ سلیم کی دکان سے چپس لینے اور جوس۔" آواز خود بخود سست ہو گئی۔ وہ کوئی بچی تو تھی نہیں جو یہ بات ٹھوس لہجے میں کہی جاتی۔ وہ پہلے بھی آرام سے اندر باہر آتی جاتی تھی' امی کو چھوٹے موٹے کام ہوتے تھے تو کر آیا کرتی تھی لیکن ابا کی موجودگی میں ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہی جائیں۔

"اچھا۔۔۔ رکو اس وقت کہاں جاؤ گی۔۔۔ میں لا دیتا ہوں۔" انہوں نے اسے واپس بلا لیا تھا۔ وہ بھی خاموشی سے کچھ کہے بنا پلٹ آئی۔ امی ہوتیں تو صاف جواب دے کر چلی جاتی لیکن ابا سے براہ راست جھگڑے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔ اسی لیے ابا کو خاموشی سے سیڑھیاں اترتے دیکھتی رہی۔

☼ ☼ ☼

"بی بی جان! آج مجھے کوئی نصیحت مت کیجئے گا۔۔۔ آپ کو نہیں پتا یہ عورت مجھے کتنا شرمندہ کرواتی ہے۔۔۔ میں اس کی دل جوئی کی خاطر جو بھی کروں یہ اپنے رویے سے میرا دل توڑ دیتی ہے۔۔۔ آپ بھی مجھے ہی ٹوکتی ہیں۔۔۔ اپنی لاڈلی بہو کو نہیں سمجھاتیں۔"

کاشف نے بی بی جان کی جواب طلبی پر اکتا کر کہا تھا۔ بی بی جان چند لمحے خاموش رہیں۔ ان کا ہر حساب کتاب غلط ہوا جا رہا تھا۔ محبت کرنے والی سلیقہ شعار بیوی بھی ان کے بیٹے کو اس کی آزادانہ روش ترک کرنے پر مجبور نہیں کر پا رہی تھی اور ستم ظریفی یہ تھی کہ وہ اپنی غلطی کو غلطی سمجھتا ہی نہیں تھا۔ اسے بیوی کے ٹوکنے سے الجھن ہوتی تھی۔ وہ یہ سمجھنے کو تیار نہیں تھا کہ اس کی بیوی کو اس کی ان رنگین مزاج عادتوں سے کتنی چڑ ہوتی ہوگی۔

وہ دونوں کو باری باری سمجھا کر تھک چکی تھی لیکن دونوں ہی سمجھنے کو تیار نہیں تھے۔ صوفیہ سے انہیں کم شکایت تھی کیونکہ وہ دیکھتی تھیں صوفیہ بہت کچھ برداشت کر رہی تھی جو شاید ان کے خاندان کی کوئی لڑکی ہوتی تو نا سہ پاتی۔ انہوں نے یہی بات جب بیٹے کو سمجھانے کی کوشش کی تھی تو وہ اکتا کر بولا تھا۔

"میں کسی کو کوئی نصیحت نہیں کروں گی لیکن کاشف ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ مکان آرام سے بن جاتے ہیں مگر گھر نہیں بنتے۔ تم لوگ چند دنوں بعد دو سے تین ہو جاؤ گے مکان گھر بن جائے گا لیکن یہی صورت حال رہی تو گھر کیسے بنے گا میرے بچے تم لوگوں کا رشتہ خالی مکان رہ جائے گا اور خالی مکان میں بدروحیں رہا کرتی ہیں۔ بیویاں نہیں۔۔۔ اپنی بیوی کو زندہ لاش مت بننے دو اس عورت کی قدر کرو۔۔۔ اسے محبت ہے تم سے تمہاری ماں کے بعد اگر واقعی کسی عورت کو تم سے محبت ہے نا تو وہ صوفیہ ہی ہے۔۔۔ باقی تو کھمبوں پر چسپاں فلموں کے اشتہار ہیں جنہیں شریف آدمی اس ڈر سے گردن اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کہ کسی نے دیکھ لیا تو بکی ہوگی۔۔۔" بی بی جان نے اتنے واضح لفظوں میں کبھی بیٹے کو نصیحت نہیں کی تھی۔ کاشف سر جھکائے بیٹھا رہا تھا۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

"اب تم دروازے کی اوٹ میں چھپ کر کھڑے ہو جاؤ۔۔۔ اور اپنے کانوں سے سن لو کہ میں اسے نصیحت کرتی ہوں یا نہیں" بی بی جان نے اپنے بیٹے کو اشارہ کیا تھا۔

اس کے بعد صوفیہ کی باری تھی لیکن بی بی جان کچھ پوچھتی یا کہتیں صوفیہ نے رونا شروع کر دیا تھا۔

"بی بی جان! میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں لیکن یہ سب میرے اختیار سے باہر ہے مجھے اس عورت کو دیکھتے ہی کچھ ہونا شروع ہو جاتا ہے میں نے جان بوجھ کر مس بی ہیو نہیں کیا اتنی بدتمیز بھی نہیں ہوں میں میری ماں نے میری تربیت اتنی بھی لاپروائی سے نہیں کی لیکن میں بے بس ہوں۔"

صوفیہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔ بی بی جان کو اس پر ترس آیا۔

اس حالت میں جب شوہر کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس کے ذہنی سکون کا خیال رکھتا۔ اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا۔۔۔ وہ آپس میں لڑ جھگڑ کر وقت گزار رہے تھے۔

"میں سب کچھ برداشت کر لوں گی بی بی جان۔۔۔ آپ کاشف سے کہیے وہ حبیبہ کو چھوڑ دیں۔۔۔ اس سے ملنا ترک کر دیں۔۔۔ ورنہ وہ کاشف کو مجھ سے چھین کر لے جائے گی۔۔۔ میں مر جاؤں گی بی بی جان میں کاشف کے بغیر نہیں رہ سکتی بی بی جان"

وہ ان کی آغوش میں منہ چھپائے بلک رہی تھی۔ بی بی جان کا دل چاہا اپنے بیٹے کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ رسید کریں۔ اسے "ہیرے" کی پہچان ہی نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

"کیا وقت ہے؟" شہرین نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے سوال کیا تھا۔

"ایک بج رہا ہے بیٹی۔۔۔ سمیع میاں دو بار فون کر کے پوچھ چکے ہیں۔۔۔ میں نے سوچا میں خود دیکھ کر آؤں کہ طبیعت تو ٹھیک ہے؟" اماں رضیہ نے وضاحت کی تھی۔ وہ خود سے جگاتا تو نہیں چاہتی تھیں لیکن اپنے دل کا کیا کرتیں۔ ایک بج چکا تھا اور شہرین اب تک سو رہی تھی۔ وہ عموماً گیارہ بجے تک اٹھ جاتی تھی لیکن آج تو حد ہی ہو گئی تھی۔

"جی اماں طبیعت ٹھیک ہے۔ بس سر میں کچھ درد ہے۔ اس لیے بستر سے نہیں نکلی۔"

اس نے کسلمندی سے انگڑائی لیتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔ اماں رضیہ نے کھڑکی کے پردے ہٹا کر روشنی کو کھلا راستہ دیا تھا۔ شہرین نے روشنی کی وجہ سے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ اماں اس کے بستر پر آ بیٹھیں۔ اس کی دمکتی رنگت کو کمرے میں آنے والی روشنی مزید دمکا رہی تھی۔ بھرے بھرے گلابی ہونٹ اور نیند کی وجہ سے گلابی دکھنے والی آنکھیں۔ بھورے بال اور تیکھی ناک۔۔۔ اماں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا پھر دل ہی دل میں اس کے حسن کو جی بھر کر سراہا تھا۔ اللہ نے حسن تو واقعی بیش بہا دیا تھا اس لڑکی کو۔۔۔ سمیع کو اگر اس اس کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا تو اس میں اس کا قصور بھی نہیں تھا۔

"بیٹی اتنا سر کیوں درد کرتا رہتا ہے۔ کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں جاتیں۔ ڈاکٹر سے ملو رپورٹ (ٹیسٹ) کرواؤ پتا تو چلے کہ کیا جڑ ہے اس سر درد کے مرض کی۔۔۔ یہ کوئی اچھی علامت تو نہیں ہے" وہ محبت سے بولی تھیں شہرین ان کے انداز پر مسکرائی۔

"بہت بار گئی ہوں ڈاکٹر کے پاس اماں۔۔۔"

"کیا کہتے ہیں ڈاکٹر۔۔۔" انہوں نے اس کے بستر کو درست کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کچھ بھی نہیں کہتے۔۔۔ ڈپریشن بتاتے ہیں۔۔۔ انگزائٹی" اس نے پپوٹے سہلائے تھے اور اٹھ بیٹھی تھی۔

(باقی ان شاء اللہ آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں۔)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY